چوہدری رستم علی صاحب

مرزا طاہر احمد کا چیلنج مباہلہ

جون ۱۹۸۸ء کے آخری ہفتے میں قادیانی جماعت کے بھگوڑے سربراہ نے دنیا کے مقتدر علماء و صلحاء خصوصاً پاکستان کے علماء کو مباہلے کا چیلنج دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی حمایت میں عظیم الشان نشان دکھانے والا ہے۔ یہ خدا کے غضب کی تجلی دکھانے کے خاص دن ہیں اور مباہلہ کا چیلنج آخری چیلنج ہے۔ جس کے بعد حجت کی تمام راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے پاکستان کے عوام کو نصیحت کی کہ وہ مخالفین کے ہمنوا نہ بنیں تاکہ وہ عذاب سے بچ سکیں۔ مرزا طاہر نے مباہلہ کے اس چیلنج کو ان علماء اور سربراہوں کو روانہ کر دیا ہے۔ جو ایک گروہ، طبقہ یا جماعت کے نمائندہ ہیں۔ اس میں انہوں نے مرزا غلام احمد کے دعوے اور مخالفین کے بعض الزامات کا ذکر کیا ہے اور خدا کے عذاب کی وعید طلب کی ہے۔ مخدوم محترم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے نام مرزا طاہر کا خط موصول ہو گیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں مباہلے کا کھیل کھیلا اور تمام عمر منہ کی کھانے اور سخت ذلت اٹھانے کے باوجود اپنی جیت اور کامیابی کا اعلان کرتا رہا۔ کسی مخالف عالم نے چاہے اس کے چیلنج کو قبول نہ بھی کیا لیکن جب بھی وہ طبعی طور پر وفات پا گیا مرزا قادیانی نے کہہ دیا کہ وہ مباہلے کے نتیجے میں مر گیا۔ ان گھٹیا پست اور سستے طریقوں سے اس کذاب نے اپنے دعووں کو آگے بڑھایا اور اعلان کیا کہ پہلے پہل وہ مسلمانوں کے ساتھ مباہلے کو جائز نہ سمجھتا تھا لیکن اب (۱۸۹۶ء میں) خدا نے اس کو بتایا کہ اس کی تکذیب کرنے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں اس لئے وہ ان سے مباہلے کو جائز سمجھتا ہے۔ اس نے ہندوستان کے مقتدر علماء اور صلحاء کو خطوط لکھ کر اکسایا اور برطانوی سامراج کے ذلیل آلہ کار کے طور پر ملت اسلامیہ کو انتشار اور افتراق کا شکار کرنے کے مکروہ ہتھکنڈے اختیار کیے۔

اسلامی تاریخ میں مباہلے کا ایک مخصوص پس منظر، طریق اور مقصد تھا اس کو جس انداز سے مرزا قادیانی نے اپنے کذب کے لئے استعمال کیا اور اپنے مذموم مقاصد کی بجا آوری کے لئے مباہلہ کو جس طرح سے آڑ بنایا گیا وہ اس کے کذاب اعظم ہونے پر صریح دلالت کرتا ہے۔ مرزا طاہر احمد کو یاد ہوگا کہ ان کے دادا مرزا قادیانی نے آج سے ۸۰ سال قبل مباہلے اور دعا کے ذریعے اپنے کذاب ہونے کا فیصلہ کرا لیا تھا۔ اس نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو مولانا ثناء اللہ امرتسری کو مخاطب کر کے دعا کی کہ اگر وہ مفسد و کذاب ہے تو مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں خدا اسے ہلاک کرے۔ مولوی ثناء اللہ

زندہ رہا۔ اور مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واصل جہنم ہوا۔ اسی طرح ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے خلاف ایک طرح کی دعا اور مباہلہ کیا اور ڈاکٹر صاحب کے کہنے کے مطابق ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک مرگیا۔

قادیانیوں کے سربراہ کو مباہلے کا چیلنج دیتے وقت گریبان میں منہ ڈالنا چاہیئے تھا۔ اول تو مرزا قادیانی کی اپنی تحریرات اس کے دعاوی اور اس کے علامات کو ایک صحیح العقل شخص کسی طور پر ماننے کو تیار نہیں ہو سکتا۔ اس صاف صریح اور کھلم کھلا جھوٹ کو جو عقل کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا اور جس کو تحریک اور مذہب کا رنگ دینے میں برطانوی سامراج اور یہودی شاطروں نے گہرا کردار ادا کیا جس کے شواہد موجود ہیں مباہلے کی آڑ میں پیش کرنا فریب کاری سے کم نہیں۔ دوم یہ کہ مرزا طاہر مباہلے کو ایک آڑ کے طور پر استعمال کر کے دراصل وہ مندرجہ ذیل مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وگرنہ وہ سمجھتا ہے کہ کس بات کے لئے وہ مباہلہ کر رہا ہے۔

(۱) ۱۹۷۴ء کے بعد پاکستان اور عالم اسلام میں قادیانیت کے خلاف جو ردعمل پیدا ہوا ہے اور جس طرح سے اس سیاسی تحریک کے اسرائیل و سامراج نواز پہلو سامنے آئے ہیں۔ اس کے بعد قادیانیت کو آڑ بنا کر مرتد بنانے کی رفتار کم ہو گئی ہے مرزا طاہر مباہلے کی آڑ میں ارتداد کی مہم چلانا چاہتا ہے۔

(۲) خدام الاحمدیہ کے جوان قادیانی پاکستان میں عوام کی طرف سے اٹھائی گئی تحریکوں اور مرزا قادیانی کے کردار کے بارے میں مخالفین کے لٹریچر کو پڑھنے کے بعد یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ قادیانیت مذہب نہیں مذہب سے مذاق ہے اور سراسر سیاست ہے وہ اس جہالت سے طبعاً بیزار ہیں۔ اگرچہ بظاہر خاموش ہیں۔ مرزا طاہر ان پر اپنا رعب جمانے اور اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے مباہلے کو استعمال کر رہا ہے۔ اس کے خیال میں اس طریقے سے جماعت کی گرتی ساکھ کو قادیانیوں میں قائم رکھا جا سکے گا۔

(۳) پاکستان کے علماء کو مباہلے کی آڑ میں مخاطب کر کے ظاہر کیا جائے گا کہ مرزا طاہر اپنے عقیدے پر الہٰی سند رکھتے ہیں اس طرح علماء کی تحقیر کی جائے گی۔ اور قادیانی اپنی مجلسوں میں اپنے سربراہ سے مزید وابستگی کا اظہار کریں گے اور چندوں کے دھندے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔

(۴) مباہلے میں جن امور کو مرزا طاہر نے پیش کیا ہے ان میں بڑی لچک موجود ہے اگرچہ وہ ۱۹۸۴ء کے بعد مرزا قادیانی کی نبوت، مسلمانوں کی تکفیر، جیسے معاملات میں قدرے نرم رویہ اختیار رکتے ہوئے ہے لیکن مباہلے کے چیلنج سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ دنیائے اسلام کے نوے کروڑ مسلمانوں کو مطلق کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے جن سے رشتہ ناطہ خدا کے حکم سے منع ہے۔ ان کے امام کے پیچھے عبادت منع ہے اور ان کے بچوں تک کے جنازے میں شرکت نہیں کی جا سکتی۔ اس طرح مسلمانوں کے کافر ہونے کا اس نے حتمی اعلان کر دیا ہے اور ان کے پکے غیر مسلم نافرمان اور قادیانی نبوت کے مکذب سمجھتے ہوئے یہ چیلنج داغا ہے کہ اس کو اس ناپاک جسارت سے پہلے سوچنا چاہیئے تھا

کہ وہ سامراج کے ایجنٹ، یہودیوں کے پروردہ، فاتر العقل، برطانوی افسروں کے بوٹوں کے تلے چاٹنے والے شخص کے کذب و افتراء کے ثبوت کے لئے واقعاتی، تاریخی اور دیگر ان گنت شہادتوں کو نظر انداز تو نہیں کر رہا اور امت مسلمہ کی توہین کا مرتکب تو نہیں ہو رہا۔

۵ مرزا طاہر سستی شہرت کا خواہاں ہے اس نے اپنے باپ مرزا محمود کی زندگی میں اقتدار کی تمنا کی۔ اپنے بھائی ناصر احمد کے زمانے میں اپنے آپ کو جماعت میں نمایاں کرنے کے جتن کئے اور آخر اپنے بھائی رفیع احمد کو ذلیل ترین حربوں سے ناکام کر کے ربوہ کی گدی اور دولت پر قابض ہو گیا۔ اس نے مباہلے کو سستی شہرت کا ایک ذریعہ سمجھتے ہوئے اور لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے ایک چال چلی ہے ورنہ اس کو اپنے گھر کے تمام حالات سے مکمل طور پر آگاہی ہے۔

ہم مرزا طاہر سے پوچھتے ہیں کہ اس کے باپ مرزا محمود نے اپنی پوری زندگی مباہلے سے کیوں گریز کیا؟ وہ مباہلے کے نام سے لرزتا رہا۔ ۱۹۲۷ء میں مولانا عبدالکریم مباہلے والے نے اور اس کے بعد متعدد لوگوں نے اس کو مباہلے کے چیلنج دئے لیکن وہ ان سب کے جواب میں خاموش رہا اور کبھی بھی سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ مولانا کریم نے ایک اخبار مباہلہ جاری کیا جس میں مرزا محمود کی عیاشیوں، بداعمالیوں، جنسی بے راہ رویوں کے ناقابل تردید ثبوت پیش کئے اور مباہلے کا ہر بار چیلنج دیا۔ لیکن اس کو سامنا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۱۹۳۷ء میں عبدالرحمن مصری اور اس کے رفقاء نے مباہلے کے لئے للکارا لیکن مرزا محمود فرار اختیار کر گیا۔ یہ ایک انتہائی دلچسپ امر ہے کہ ۱۹۳۴ء میں مرزا محمود نے اکابرین احرار کو مباہلے کا چیلنج دے ڈالا جو ایک مخصوص سیاسی چال تھی۔ جب احراری زعماء قادیان جانے کے لئے تیار ہوئے اور مباہلے کو قبول کر لیا تو مرزا محمود اپنے برطانوی آقاؤں کے پاس دوڑا اور قادیان میں اجتماع پر پابندی لگوا دی اور اپنا چیلنج واپس لے لیا۔

مرزا طاہر کو یہ بھی یاد ہو گا کہ اس کی جماعت کے متعدد احمدیوں نے اس کے باپ کو ۱۹۵۶ء میں مباہلے کے لئے للکارا۔ عبدالمنان عمر، عبدالوہاب (پسران حکیم نورالدین) ملک عزیز الرحمن۔ پروفیسر فیضی۔ راجہ بشیر رازی، چوہدری غلام رسول۔ چوہدری عبدالحمید ڈاڈا۔ یونس ملتانی۔ راحت ملک۔ عبدالرب برہم۔ عبداللطیف بیگم پوری صلاح الدین ناصر۔ محمد علی اجمیری وغیرہ سے مباہلہ کرنے میں کیا عذر تھا۔ جس شخص کا باپ مباہلے کے نام سے بھاگتا رہا اور جس کا دادا اسی چیلنج کا شکار ہوا اس کا بیٹا آج اٹھ کر چیلنج دے رہا ہے۔ اسے ستم ظریفی ہی کہا جا سکتا ہے۔

مرزا طاہر کو معلوم ہو گا کہ قادیانی جماعت کے کئی لوگوں نے عقائد کے معاملے میں مرزا محمود اور مرزا بشیر احمد والد ایم ایم احمد کو سینکڑوں مرتبہ چیلنج دئے ان میں خواجہ محمد اسماعیل کو زیادہ شہرت حاصل ہے۔ جو نبوت، رسالت اور مسیحیت کا دعوے دار تھا اور وحی و الہام کی بنیاد پر قادیانیوں کو للکارتا تھا۔ لندن سے اس نے متعدد اشتہار

شائع کئے اور دعوت مباہلہ کے نام سے ایک اشتہار ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو شائع کیا جس میں مرزا محمود اور مرزا بشیر کو مخاطب کر کے کہا:۔

"سو میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ان دونوں کو کھلی مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں کہ میری مقدس جماعت کے مقابلے پر جنہیں میں نامزد کروں وہ اپنے دو سو تک افراد لے آئیں اور پھر فریقین ایک دوسرے کو اپنے عقائد سے بخوبی واقف کر دیں جس کے بعد یہ ۲۲۰ افراد مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حق و باطل میں خود فیصلہ کرے"

(اشتہار خواجہ محمد اسماعیل ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۲ء، لندن جماعت السابقون منڈی بہاؤالدین گجرات)

مرزا طاہر کو معلوم ہے کہ اس کا باپ اور چچا تمام عمر لندن کے نبی کے سامنے آنے سے گریز کرتے رہے اتنی سیاہ تاریخ ہونے کے باوجود آج مرزا طاہر مباہلے کا چیلنج دے رہا ہے حالاں کہ اس کا مصلح موعود باپ علماء حق اور اپنی جماعت کے لوگوں کے سامنے مباہلے کے نام سے تھرتھراتا رہا۔

قادیانیوں میں جو چھوٹے مدعیان نبوت و رسالت تھے ان میں ایک حکیم نذیر احمد برق بھی تھا۔ اس نے مرزا قادیان کے خاندان کے تقریباً تمام لوگوں بشمول مرزا طاہر مباہلے اور دعا کے مقابلے کے لئے للکارا لیکن اس میں سے کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایوب کے عہد میں مولانا منظور احمد چنیوٹی نے مرزا محمود کو مباہلے کے لئے بلایا لیکن ربوہ کے فریب کاروں نے عذر پیش کر دیا کہ مولانا کسی جماعت کے نمائندہ نہیں اس لئے مباہلہ نہیں ہو سکتا۔

مرزا طاہر صاحب مباہلے کے چیلنج بھیجنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں تو ان سیاسی قلابازیوں اور مذہب کے نام پر کی گئی فریب کاریوں کا جماعت کے افراد پر تو اثر ہو سکتا ہے لیکن علمائے حق اور اسلامیان ملت ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے وہ علی وجہ البصیرت جانتے ہیں کہ قادیانیت کی تحریک ایک اسلام دشمن فریب کار سیاسی آلہ کار مغل زادے نے برطانوی سامراج کے سیاسی مقاصد کی تکمیل اور اپنی مادی فلاح کے لیے چلائی اس نے دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اسلام کی اعلیٰ اقدار کو نقصان پہنچایا مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کو مخدوش کیا۔ یہودیوں کو امداد بہم پہنچائی۔ اسلامی شعائر کی توہین کی اور اس کے متوازی ادارے قائم کئے۔ اکابرین ملت کی توہین و تذلیل کی حریت پسندوں کو گالیاں دیں اور برطانوی آقاؤں کے بوٹوں کے تسمے کھولے۔ یہ اتنے کھلے حقائق ہیں کہ ان کیلئے کسی مباہلہ کی ضرورت نہیں۔ مباہلے کی جہاں ضرورت تھی وہاں تو آپکے باپ بھی چپ رہا اور نہایت گھناؤنے اخلاقی اور جنسی الزامات کی بریت کے بغیر مر گیا اس وقت آپ کو غیرت ہوتی تو مباہلے کے لئے سامنے آتے خاندان "نبوت" کی آن بچلنے مرزا بشیر پر لگائے گئے اخلاقی جرائم کے لئے مباہلہ کرنیوالوں کو کہتے کہ وہ انکی بریت کیلئے تیار رہیں اور دور کیوں جائیں اب بھی قادیانیوں میں سے بعض واقفان راز خود آپ سے بعض امور پر مباہلہ کرنے کو تیار ہیں بہتر ہو گا کہ ان کو بھی اپنے چیلنج کی کاپیاں ارسال کریں وہ قصر خلافت کے کئی سربستہ راز بیان کرنے کیلئے بیتاب ہیں یہ مباہلہ ان کیلئے اظہار حقیقت کا موجب بنے گا۔ کیئے آپ تیار ہیں۔